Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | سوموار ۱۴ شعبان ۱۴۱۰ھ، ۱۲ امان ۱۳۶۹ ہش، ۱۲ مارچ ۱۹۹۰ء | نمبر ۵۹

نمازوں کو زندہ کرنے کی دعا

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ نے حضرت بانیٔ سلسلہ کے ایک ارشاد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"آپ فرماتے ہیں کہ نمازوں کو زندہ کرنا ہے تو خدا سے مانگو اور بے قراری سے یہ عرض کرو کہ خدایا میرے پاس کچھ نہیں ہے، میری نمازیں خالی پڑی ہیں، تو آ! اور ان نمازوں کو زندہ کر دے، تو اپنے نور سے ان نمازوں کو روشن فرما دے اپنی محبت کی گرمی سے انہیں توانائی بخش۔"

(الفضل یکم مارچ ۱۹۹۰ء صفحہ ۴)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"نمازوں میں دعائیں اور درود ہیں۔ یہ عربی زبان میں ہیں۔ مگر تم پر حرام نہیں کہ نمازوں میں اپنی زبان میں بھی دعائیں مانگا کرو۔ ورنہ ترقی نہ ہوگی۔ خدا تعالےٰ کا حکم ہے کہ نماز وہ ہے جس میں تضرع اور حضور قلب ہو۔ ایسے ہی لوگوں کے گناہ دُور ہوتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا...... نیکیاں بدیوں کو دُور کرتی ہیں۔ یہاں حسنات کے معنے نماز کے ہیں اور حضور اور تضرع اپنی زبان میں مانگنے سے حاصل ہوتا ہے پس کبھی کبھی ضرور اپنی زبان میں دعا کیا کرو اور بہترین دعا فاتحہ ہے کیونکہ وہ جامع دُعا ہے۔ جب زمیندار کو زمینداری کا ڈھب آجاوے گا تو وہ زمینداری کے صراط مستقیم پر پہنچ جاوے گا اور کامیاب ہو جاویگا۔ اسی طرح تم خدا تعالیٰ کے ملنے کی صراط مستقیم تلاش کرو۔ اور دعا کرو کہ یاالٰہی مَیں تیرا گنہگار بندہ ہوں اور افتادہ ہوں۔ میری راہنمائی کر ادنیٰ اور اعلیٰ سب حاجتیں بغیر شرم کے خدا سے مانگو کہ اصل معطی وہی ہے۔ بہت نیک وہی ہے جو بہت دعا کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۷، صفحہ ۲۲۶، ۲۲۷)

"نماز کا دوسرا نام دعا بھی ہے۔ جیسے فرمایا...... جب میرا بندہ میری بابت سوال کرے۔ پس میں بہت ہی قریب ہوں۔ مَیں پکارنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب وہ پکارتا ہے۔ بعض لوگ اس کی ذات پر شک کرتے ہیں۔ پس میری ہستی کا نشان یہ ہے کہ تم مجھے پکارو اور مجھ سے مانگو۔ مَیں تمہیں پکاروں گا اور جواب دوں گا اور تمہیں یاد کروں گا۔ اگر یہ کہو کہ ہم پکارتے ہیں پر وہ جواب نہیں دیتا تو دیکھو تم ایک جگہ کھڑے ہو کر ایک ایسے شخص کو جو تم سے بہت دُور ہے پکارتے ہو اور تمہارے اپنے کانوں میں کچھ نقص ہے وہ شخص تو تمہاری آواز سنکر تم کو جواب دے گا مگر جب وہ دُور سے جواب دے گا۔ تو تم بباعث بہرہ پن کے سُن نہیں سکو گے۔ پس جوں جوں تمہارے درمیانی پردے اور حجاب اور دُوری دُور ہوتی جائے گی تو تم ضرور آواز کو سُنو گے۔"

(ملفوظات جلد ۷، صفحہ ۲۲۷)

مکرم حافظ بشیر احمد صاحب منصور کی اہلیہ عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ اور آجکل میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔

○ محترمہ رفیعہ سلطانہ صاحبہ کے بھانجے محسن رضا (کراچی) کے پیٹ کی رسولی کا اپریشن ۲۹ مارچ کو ہو رہا ہے۔

○ مکرم حافظ محمد یوسف صاحب کارکن مجلس نصرت جہاں ربوہ سر میں ایک پھوڑا ہونے کی وجہ سے بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال ربوہ میں داخل ہیں۔

○ مکرم محمد عبد اللہ صاحب چیمہ کی ایک آنکھ کا اپریشن ہو چکا ہے اور اب دوسری آنکھ کا اپریشن ہونے والا ہے۔

احباب ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

○ عزیز جمیل احمد صاحب (مقیم جرمنی) ابن مکرم ملک رشید احمد صاحب طیب اور عزیزہ امۃ الکریم صاحبہ بنت مکرم مرزا محمد یوسف صاحب (ناصر آباد ربوہ) کے نکاح کا اعلان مبلغ بیس ہزار روپے حق مہر پر محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے بیت المہدی گولبازار ربوہ میں مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۹۰ء کو فرمایا۔

احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ کرے۔

نمایاں کامیابی

میرے بھانجے سید جرار حیدر جعفری ابن سید سبط علی صبا صاحب نے بی ایس سی کے امتحان میں ۶۲۴ نمبر حاصل کر کے راولپنڈی کے تمام کالجز میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔

احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

(سید مجمل حسین بخاری۔ خوشنویس الفضل)

رات کے تیر سب سے بڑی طاقت ہیں

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

"کوئی بزرگ تھے وہ رات کو اُٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ ان کا ہمسایہ جو بادشاہ کا درباری تھا۔ وہ اس وقت گانا بجانا شروع کر دیتا تھا۔ انہوں نے اسے منع کیا۔ کہ ایسا نہ کیا کرو اس سے ذکر الٰہی میں فرق پڑتا ہے۔ اس نے کہا تم کون ہو منع کرنے والے۔ انہوں نے اسے سمجھایا۔ کہ رات کو مَیں خدا تعالےٰ کا ذکر کرتا ہوں اور تمہارا گانا اس میں روک پیدا کرتا ہے۔ لیکن اس نے کہا۔ جاؤ۔ جاؤ۔ ہم نے تمہارے جیسے کئی بزرگ دیکھے ہوئے ہیں۔ اور دوسرے دن گانا بجانا اور زیادہ کر دیا۔ اس بزرگ نے جب دو چار دفعہ اسے منع کیا اور وہ باز نہ آیا۔ تو انہوں نے کہا۔ ہم اب تمہارا مقابلہ کریں گے۔ وہ شخص

باقی صفحہ ۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ
پچاس پیسے

۱۲ امان ۱۳۶۹ ہش ــــ ۱۲ مارچ ۱۹۹۰ء

خُدا تعالیٰ کی خوشنودی

بعض باتیں تو بالکل ظاہر و باہر ہیں کہ وہ گناہ ہیں اور ان سے ہر شخص کو بچنا چاہیئے ۔ ان کے قریب بھی نہیں جانا چاہیئے لیکن بعض باتیں ایسی بھی ہیں کہ اگر عوام الناس میں وہ گناہ ۔ یا بُری بات ۔ تصور نہ کی جائیں پھر بھی بزرگ اولیاء اللہ ان باتوں سے بچتے ہیں اور انہیں گناہ سمجھ کر ہی ترک کرتے ہیں ۔ اس لئے کہتے ہیں کہ اولیاء کے گناہ عام لوگوں کی نیکیاں ہوتی ہیں ۔ ہر وہ بات جو انسان کو نہیں کرنی چاہیئے اور وہ کر بیٹھتا ہے وہ اسے گناہ ہی سمجھتا ہے اور اسی کے پیش نظر عوام الناس کے افعال و اعمال اور اولیاء کے افعال و اعمال میں فرق کیا جاتا ہے ۔

ہر شخص کو گناہ کی تعریف دوسروں سے معلوم کرنے کی بجائے اپنے ضمیر سے پوچھنی چاہیئے ۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تو فرمایا ہے کہ وہ بات جو تیرے دل میں کھٹکتی ہے اسے چھوڑ دے ۔ جس کے متعلق تُو یہ سمجھتا ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو گیا تو بُرا مانیں گے ۔ وہ نہ کر ۔ کہ اس کا کرنا تیرے لئے گناہ ہے ۔ گویا گناہ کی ایک معروف تعریف ہونے کے باوجود ایک ایسی تعریف بھی ہے جو ہر شخص اپنی حیثیت اور کیفیت کے مطابق سوچتا ہے ۔

ایک سیدھا اور آسان سا طریق جو ہر تعریف کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے ۔ وہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ جب انسان گناہ ترک کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس سے خوش ہوتا ہے ۔ بالفاظ دیگر اگر ہر انسان اپنے فعل کے متعلق یہ سوچے کہ اس سے خدا خوش ہوگا یا نہیں تو وہ یقیناً ہر قسم کے گناہ سے بچ جائیگا عام آدمی ہوگا تو اس کی عام سی سوچ ہو گی اور ولی ہوگا تو اس کی سوچ ولیوں جیسی ہو گی ۔ لیکن دونوں کی سوچ کے مطابق انہیں جواب مل جائے گا ۔ کہ خدا ان کے کس فعل سے خوش ہوگا ۔ اگر ہم ایسا کر سکیں کہ صرف اور صرف خدا تعالےٰ کی خوشنودی کو مدنظر رکھیں تو کسی گناہ کے سرزد ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ ہر اچھی بات خدا کو پسند ہے ۔ ہم صرف اچھی اچھی باتیں کریں ۔ ہر بُری بات خدا کو ناپسند ہے ۔ ہم بُری بات سے بچیں ۔ خدا تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق دے ۔

لوٹ لو پیار ساری دنیا کا
ساری دنیا کی جان بن جاؤ
سب کی اُٹھے نظر تمہاری سمت
اس طرح تم سبھی کے کام آؤ

ابوالاقبال

یوں تو ماہ و سال سے یہ زندگی معمور ہے
ایک لمحے کا سفر بھی دسترس سے دُور ہے

کِس کی اُنگلی تھام کر ہم بڑھ رہے ہیں گام گام
کِس کا ہر نقشِ کفِ پا انتشارِ نُور ہے

دے سکے تو تُو مرے ذوقِ وفا کی داد دے
مُجھ کو ہر جُرم و سزا کی کیفیت منظور ہے

بے تکلف مَیں تو اُڑتا ہُوں ہَوا کے دوش پر
ناپتا ہے وہ مری رفتار جو معذور ہے

مَیں جو آنکھیں مُوند بھی لوں تو وہ جلوہ ہے عیاں
تو کھلی آنکھوں سے بھی دیکھے تو وہ مستور ہے

آ رہی ہے تیرے کوچے سے اناالحق کی صدا
تُو تو تھا، کیا اور بھی کوئی یہاں منصور ہے

کس کا خوں بہنے لگا قربان گاہِ عشق میں
کون اپنے حُسن میں سرمست ہے مسحُور ہے

تجُھ سے باتیں میری تنہائی کا ہیں واحد علاج
کیا محبت کے مریضوں کا یہی دستور ہے

کب کیا ہے زہر کے پیالے سے مَیں نے احتراز
کب کہا ہے مَیں نے میری زندگی مجبور ہے

قریہ قریہ ڈھونڈتا پھرتا ہوں مَیں کس کو نسیم
وہ تو ہیں لندن میں اور لندن یہاں سے دُور ہے

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت فضل عمر

(اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

تلقینِ عمل

میں یہ نہیں کہتا کہ تم کو دنیا کی بادشاہت مل جائے گی بلکہ میں تو یہ بھی نہیں کہتا کہ تم تحصیلدار بن جاؤ گے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ تم ایک کانسٹیبل ہی بن جاؤ گے۔ ظاہری حیثیت خواہ تمہاری چپڑاسی سے بھی بدتر ہو۔ مگر دنیا پر قیامت نہیں آئے گی کہ جب تک کہ تم کو بادشاہوں سے بڑا اور تم پر ظلم کرنے والوں کو ادنیٰ نوکروں سے بھی بدتر نہیں بنا دیا جائے گا۔ قرآن کریم یہی بتاتا ہے کہ تم پر ظلم کرنے والوں کو جب تک ذلیل ترین وجودوں کی شکل میں اور تم کو معزز ترین صورت میں پیش نہ کیا جائے قیامت قائم نہیں ہوگی۔ بے شک تم مر چکے ہو گے۔ بلکہ تم میں سے بعض کی نسلیں بھی باقی نہ ہوں گی۔ مگر نیک نامی کے مقابلے میں نسلیں چیز ہی کیا ہیں۔ آج یہ بحث ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اولاد تھی یا نہیں۔ لیکن کیا ان کی اولاد نہ ہونے سے یا اگر تھی تو معلوم نہ ہونے سے ان کی عزت کو کوئی نقصان پہنچا ہے۔ ان کی زندگی میں روم کے بادشاہ کو شائد ان کا علم بھی نہ ہو۔ مگر آج روم کی ہی حکومت نہیں بلکہ ویسی ہی بیسیوں اور حکومتیں انکی روحانی بادشاہت کے ماتحت ہیں۔ اٹلی۔ جرمنی۔ فرانس۔ سپین۔ آسٹریا۔ ہنگری۔ پولینڈ۔ رومانیہ بلغاریہ اور چیکوسلواکیہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی رعایا ہیں۔ اس زمانے میں رومی سلطنت کا ایک چپڑاسی بھی آکر کہتا کہ چلئے آپ کو بلاتے ہیں تو آپ کی مجال نہ ہو سکتی تھی کہ انکار کریں۔ اس وقت آپ کے مخالف آپ کو دکھ دینے کے لئے مشہور کرتے تھے کہ آپ حکومت کے دشمن ہیں۔ اور خود بادشاہ بننا چاہتے ہیں جیسا کہ آج کل کے ہمارے مخالف ہمارے خلاف شور کرتے ہیں۔ ایک دفعہ اس سلسلے میں آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا قیصر روم کو ٹیکس دینا جائز ہے۔ اس سوال سے یہ غرض تھی کہ اگر تو آپ کہیں گے کہ ٹیکس دینا جائز ہے تو یہودی کہہ سکیں گے کہ یہ شخص یہودیوں کا بادشاہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ جو روم کو ٹیکس دینا جائز قرار دیتا۔ اور اگر کہیں گے کہ ٹیکس مت دو تو حکومت کا باغی قرار پائیں گے۔ آپ نے اس سوال کا جواب ایک اور سوال سے دیا کہ روم کے سپاہی آپ لوگوں سے کیا مانگتے ہیں اس کے جواب میں سوال کرنے والوں نے کہا کہ روپیہ مانگتے ہیں۔ اس پر آپ نے کہا روپیہ پر کس کی تصویر ہے۔ سوال کرنے والوں نے کہا کہ روم کے بادشاہ کی۔ اس پر آپ نے فرمایا جو چیز قیصر کی ہے وہ اسے دو اور جو خدا کی ہے وہ خدا کو دو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں فقط تم سے دین مانگتا ہوں۔ ٹیکس بادشاہ کا حق ہے وہ اسے دو۔ یہی ہم کہتے ہیں کہ جو چیز انگریز کی ہے۔ وہ اسے دو۔ انگریز ٹیکس مانگتا ہے وہ اسے دینا چاہیئے۔ مگر ہم دل مانگتے ہیں۔ انگریز دل نہیں مانگتا اور مانگ بھی نہیں سکتا۔ جو تلوار روپیہ لیتی ہے وہ اس کے پاس ہے جو دل لیتی ہے وہ ہمارے پاس ہے۔ پس میں پھر نصیحت کرتا ہوں کہ حزب اللہ بنو پھر دیکھو کس طرح اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہیں کامیاب کرتی ہے۔ اب بھی تمہیں اس کی نصرت حاصل ہے۔ مگر پھر خصوصی اور فردی نصرت حاصل ہوگی آج کل کی نصرت کی مثال تو ویسی ہی ہے جیسے کسی کے گھر کو آگ لگے تو لوگ اس کا سامان اٹھا اٹھا کر باہر نکالتے ہیں۔ عزت تو اس کی ہوتی ہے مگر ساتھ ہی اس کے نوکر کا سامان بھی باہر اٹھا لاتے ہیں۔ محلے کے لوگ بھی پہنچ جاتے ہیں۔ فائر بریگیڈ بھی، پولیس بھی، فرض کرو مکان کسی گورنر یا ڈپٹی کمشنر کا ہو تو جس جوش سے لوگ اسکا سامان نکالتے ہیں اس جوش سے اگر اسکے نوکر کے گھر میں آگ لگے تو کبھی نہ نکالیں گے لیکن اسی نوکر کا سامان جب آقا کے سامان کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے تو اس کو بھی احتیاط سے نکال لیا جاتا ہے۔ لیکن یہ نکالنا طفیلی ہوتا ہے۔ اسی طرح اب بھی اللہ تعالیٰ تمہاری مدد تو کرتا ہے مگر یہ مدد طفیلی ہے لیکن اگر تم حزب اللہ میں داخل ہو جاؤ تو پھر تمہیں ذاتی نصرت بھی حاصل ہوگی اور طفیلی بھی۔ اس وقت تمہاری نصرت اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ سمجھتا ہے کہ اس کی ذلت سے سلسلے کی ذلت ہو گی مگر حزب اللہ میں داخل ہونے کے بعد اس لئے بھی نصرت ہو گی کہ اللہ تعالیٰ کہے گا اس کی ذلت سے میری ذلت ہوگی۔ اگر یہ بدنام ہوا تو چونکہ یہ میرا دوست ہے اس لئے مجھ پر الزام آئے گا کہ میں نے دوست سے وفاداری نہیں کی۔

تمہیں اپنے دلوں میں سے ہر قسم کی نمود کا خیال مٹا کر کام کرنا چاہیئے۔ بڑھ بولا ہونا کوئی خوبی کی بات نہیں ہوتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ بعض لوگوں کو دیکھا کہ وہ تیز کلامی میں مشغول ہیں۔ صحابہؓ چونکہ سادہ کلام کرنے کے عادی تھے۔ اسلئے حضرت عائشہؓ نے یہ معمولی فقرہ فرمادیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو باتیں کرتے دیکھا ہے آپ تو اس طرح تیز تیز باتیں نہیں کیا کرتے تھے۔ اب ایک نیک شخص اور مومن انسان کو یہ فقرہ بالکل کاٹ دینے والا ہے اور وہ اسی سے سمجھ سکتا ہے کہ کس رنگ میں گفتگو کرنی چاہیئے۔ تو بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ زبان کے رس میں ساری کامیابی ہے۔ حالانکہ اصل چیز باتیں کرنا نہیں بلکہ کام کرنا ہے مگر میں انہیں یہ بھی نصیحت کرتا ہوں یعنی یہاں کی مجلس خدام الاحمدیہ کو بھی اور ان مجالس خدام الاحمدیہ کو بھی جو میرے اس خطبے کے نتیجے میں قائم ہوں کہ وہ اس بات کو مدنظر رکھیں کہ ان کا تعداد پر بھروسہ نہ ہو بلکہ کام کرنا ان کا مقصود ہو۔ یہ بات میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں لیکن آج مجھے اسطرف خاص توجہ اسلئے ہوئی ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ کے ایک عہدہ دار کی چٹھی ملی ہے جسمیں انہوں نے لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے اس مجلس میں شامل ہونے سے انکار کر دیا ہے اور بعض لوگ جو پہلے اسمیں شامل تھے وہ اب پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ حالانکہ اس بات پر بجائے رنجیدہ ہونے کے انہیں خوش ہونا چاہیئے تھا کیونکہ میری تعلیم یہی ہے کہ کام کرنے والے چاہیئں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ محض تعداد بڑھانے کے شوق میں نااہلوں کو بھی شامل کر لیا جائے۔ ہم سے زیادہ تعداد شیعوں کی ہے اور ان سے بھی زیادہ حنفیوں کی ہے۔ (ـــ) پس اگر تعداد کی زیادتی ہی مدار رکھا جائے۔ تو پھر انسان کو باطل کی طرف جھکنا پڑتا ہے۔ حالانکہ نیک کام ہمیشہ نیک بنیاد سے ہوتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ سوال نہیں کہ تمہارے دس ممبر ہیں یا بیس یا پچاس یا سو۔ اگر مجلس خدام الاحمدیہ کا ایک سکرٹری یا پریذیڈنٹ ہی کہی ہاتھ میں لے اور گلیوں کی صفائی کرتا پھرے یا لوگوں کو نماز کے لئے بلائے یا کوئی غریب بیوہ جسکے گھر سودا لاکر دینے والا کوئی نہیں اسے سودا لاکر دے دیا کرے تو بے شک پہلے لوگ اسے پاگل کہیں گے۔ مگر چند دنوں کے بعد اس سے باتیں کرنی شروع کر دیں گے۔ پھر انہی میں سے بعض لوگ ایسے نکلیں گے۔ جو کہیں گے کہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم بھی آپ کے کام میں شریک ہو جائیں۔ اس طرح وہ ایک سے دو ہونگے۔ دو سے چار ہونگے اور بڑھتے بڑھتے ہزاروں نہیں لاکھوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ تو نیک کام کرتے وقت کبھی یہ نہیں دیکھنا چاہیئے کہ کتنے آدمی اس میں شریک ہیں۔ اگر وہ کام جسے تم کرنا چاہتے ہو واقعہ میں نیک اور پسندیدہ ہے تو تھوڑے ہی دنوں میں تم ایک سے دس ہو جاؤ گے۔ پھر دس سے ۱۰۰ ہو گے اور ۱۰۰ سے ۱۰۰۰ ہو جاؤ گے۔ کیونکہ نیک کام اثر کئے بغیر نہیں رہتا۔

بقیہ: ارشادات امام (الرابع)

بادشاہ کا درباری تھا۔ اس نے اس بات کا بادشاہ سے ذکر کر دیا۔ بادشاہ نے کہا۔ اگر وہ تمہیں اس طرح دھمکی دیتا ہے تو ہم تمہارے گھر پر فوجی پہرہ لگا دیتے ہیں۔ چنانچہ اس کے گھر پر فوجی پہرہ لگ گیا۔ اور اس نے اس بزرگ کو پیغام بھیجا کہ اب مقابلہ کر لینا۔ میرے مکان پر فوجی پہرہ لگ گیا ہے۔ تم فقیر آدمی ہو۔ اور چند آدمی تمہارے پاس بیٹھنے والے ہیں۔ اس لئے شاہی فوج کا مقابلہ کرنا تمہارے بس کی بات نہیں۔ اس بزرگ نے کہا۔ تمہارے گھر پر فوجی پہرہ ہے تو کیا، ہم رات کے تیروں سے تمہارا مقابلہ کریں گے۔ ایک عام نگاہ میں یہ تیر بیکار ہیں۔ لیکن (اہل ایمان) کی نگاہ میں اس سے بڑا ہتھیار اور کوئی نہیں۔ ابھی تک دنیا میں کوئی ایٹم بم یا ہائیڈروجن بم ایجاد نہیں ہوا جو ان رات کے تیروں کا مقابلہ کر سکے۔ اس امیر کے اندر بھی (ایمان) کی کوئی رگ باقی تھی پیغامبر نے جب یہ پیغام دیا کہ وہ بزرگ کہتے ہیں۔ ہم رات کے تیروں سے تمہارا اور فوج کا مقابلہ کریں گے۔ تو اس کی چیخ نکل گئی۔ اور اس نے کہا۔ ان سے جا کر کہہ دو۔ آج سے گانا بجانا بند ہے۔ رات کے تیروں سے مقابلہ کرنے والی ہمارے پاس کوئی فوج نہیں۔ پس رات کے تیر سب سے بڑی طاقت ہیں۔ جو لوگ خدا تعالیٰ سے راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگتے ہیں اور استمداد کرتے ہیں۔ ان کی مدد کے لئے آسمان سے تیر گرتے ہیں اور وہ مخالف کو کچل ڈالتے ہیں۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ فروری ۱۹۵۱ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شخصیات

پروفیسر رسل صاحب (لندن)

محترم بشیر احمد خان صاحب رفیق پاکستان میں تھے تو یہاں ادبی مجالس منعقد کروایا کرتے تھے اب انگلستان میں ہیں تو وہاں بھی ادبی مجالس کے انعقاد سے دوستوں کی خدمت کر رہے ہیں۔ گزشتہ ایک محفل میں پروفیسر رسل صاحب مہمانِ خصوصی تھے۔ ان کا تعارف اور ان کی باتیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

(ادارہ)

تعارف

اب ہمارے پروفیسر رسل صاحب جو ہمارے درمیان تشریف فرما ہیں۔ ان کے تعارف کے طور پر کچھ الفاظ محترم ہاشم سعید صاحب بیان کریں گے۔

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج کی بزم شعر و ادب میں ایک ایسی نامور اور معروف ہستی ہمارے درمیان رونق افروز ہیں جو اردو ادب کے حلقہ میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ میری مراد ہمارے دیرینہ دوست جناب پروفیسر رسل صاحب سے ہے۔ جو آج اس بزم کے مہمانِ خصوصی بھی ہیں اور ہم سب کی توجہ اور دلچسپی کے مرکز بھی۔ اردو ادب سے لگاؤ بلکہ محبت کا رشتہ اور خدمات کا جو سلسلہ جناب پروفیسر رسل صاحب نے اور جو کارنامے انجام دیئے ہیں ان کا ذکر اذکار تفصیل سے اخبارات اور رسائل میں تو ہوتا رہتا ہے۔ میں اس وقت نہایت اختصار کے ساتھ ان کی شخصیت اور اردو ادب سے علم دوستی کے بارے میں کچھ بیان کروں گا۔

پروفیسر صاحب ۱۹۱۸ء میں پیدا ہوئے اور کیمبرج یونیورسٹی سے ادبیات میں تعلیم مکمل کرنے پر آپ نے اپنے آپ کو فوج میں خدمات کے لئے پیش کر دیا۔ اسی دوران تقریباً ۳ سال انڈین آرمی میں بھی گزارے میں سمجھتا ہوں کہ اردو زبان سے گہری دلچسپی اور وابستگی اسی زمانے کی ـــــ ہے جس کی بنیاد پر آپ نے مزید تین سال اردو سیکھنے میں گزارے۔ ذوق و شوق اور محنت اور ادبی لگاؤ کی یہ انتہا تھی کہ اردو زبان کی ترویج اور ترقی اور تعلیم میں مسلسل ۱۵ سال کا عرصہ گزارا۔ اور اردو کے شعبے میں ریڈر کی حیثیت میں بھی کام کیا۔ اور کمال ہے کہ اب تک اس کام کو سرانجام دے رہے ہیں اردو زبان میں تحقیق اور مزید تعلیم کی غرض سے آپ نے کئی سال پاکستان اور بھارت میں گزارے اور بہت دفعہ وہاں کا سفر بھی اختیار کیا کراچی اور پشاور یونیورسٹی کے اردو کے شعبہ جات میں متعدد لیکچرز بھی دیئے جو کہ اردو زبان میں تھے۔ رسل صاحب ایک اعلیٰ مصنف بھی ہیں۔ انہوں نے جناب ڈاکٹر خورشید اسلام صاحب کے ساتھ مل کر تین کتابیں تصنیف کی ہیں۔ جن میں سے دو کتابیں یعنی پہلی کتاب ہے تین مغل شعراء اور دوسری ہے غالب کے خطوط اور حالاتِ زندگی یہ تو امریکہ اور برطانیہ سے شائع ہو چکی ہیں۔ اور تیسری کتاب اردو اور فارسی غزلیات زیر طبع ہے۔ کچھ اس پر ہی بس نہیں۔ ایک کتاب جس کا نام ہے "غالب ایک شاعر ایک زمانہ" نامی کتاب کی تدوین میں آپ نے دقیق کام بھی کیا۔ یہ کتاب ۱۹۷۲ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ برطانیہ میں اردو اور ہندی کی تعلیمی اور تدریسی کتابوں میں کم و بیش تمام کتب میں ہی آپ کی خدمات کی جلوہ گری نظر آتی ہے اس کے علاوہ اخبارات اور رسائل میں بھی آپ کے قلم نے جو جادو بکھیرے ہیں ان کا احاطہ تھوڑے سے وقت میں کیونکر ہو سکتا ہے۔ تاہم یہ بات ہم سب کے لئے باعث مسرت ہے کہ ان کے ایسے تمام بلند پایہ مضامین کا مجموعہ اس سال شائع کیا جا رہا ہے۔ جو امید ہے کہ ہم سب کیلئے دلچسپی کا باعث ہو گا۔

۱۹۸۰ء سے لے کر اب تک آپ نیشنل کونسل فار اردو ٹیچنگ کے ساتھ ایک سرگرم کارکن اور بااثر افسر کی حیثیت سے منسلک رہے ہیں۔ اور برطانیہ میں مقامی باشندوں اور سکولوں میں اردو ادب کی تعلیم اور تدریس کے لئے جو کوششیں ہو رہی ہیں۔ رسل صاحب کی خدمات ان تمام شعبوں میں نہایت قابلِ تعریف ہیں۔ ہم آج کی محفل میں رسل صاحب کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ آپ کی موجودگی ہم سب کی دلچسپی اور فائدے کا باعث ہو گی۔

تو یہ تو تھا مختصر سا تعارف جو خاکسار نے کرایا۔ باقی آپ پر ہے۔ سوال پوچھیں بات چیت کریں۔ یا جس طرح بھی آپ نے رسل صاحب سے باقی تعارف حاصل کرنا ہے کریں۔ اب مکرم محترم امیر صاحب آفتاب احمد خان صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

میرا کوئی ارادہ نہیں تقریر کرنے کا یا لمبی چوڑی گفتگو کرنے کا کیونکہ شام آج کی جو ہے وہ پروفیسر رسل صاحب کی ہے اور مناسب یہی ہے کہ ہم اپنا سارا وقت ان کے حوالے کریں۔

پچھلے مارچ میں آپ کو یاد ہو گا کہ جماعت احمدیہ برطانیہ نے گروونر ہاؤس میں ایک رات کا کھانے کا انتظام کیا تھا صد سالہ جوبلی کے جشن کی تقریبات کے سلسلے میں۔ تو اپنے چند معاونین کے ساتھ جب میں نے بیٹھ کر فہرست بنائی کہ کون سے وہ ہمارے معزز مہمان ڈائس پر بیٹھیں۔ (سٹیج پر بیٹھیں) تو میں نے پروفیسر رسل صاحب کا نام لکھا۔ تو معاونین میں سے ایک دوست فرمانے لگے کہ یہ کون ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ پروفیسر صاحب ہیں کہنے لگے کہ باقی تو کوئی ممبر آف پارلیمنٹ ہے کوئی وزیر ہے۔ تو پروفیسر صاحب کو بٹھانے کا کیا مطلب۔ تو میں نے کہا بات یہ ہے کہ میرا باپ بھی استاد تھا۔ اور میرا خسر بھی استاد تھا اس لئے مجھے استادوں کے ساتھ خاص تعلق ہے اور دوسرے یہ میں نے کہا کہ شاید آپ کو معلوم نہیں کہ پروفیسر رسل صاحب نہ صرف اورینٹل سٹڈیز کے استاد ہیں بلکہ ہمارے امام (الرابع) کے استاد ہیں۔ اس کے بعد قدرتی طور پر وہ خاموش ہو گئے اور انہوں نے فوراً کہا کہ جی ہاں جی وہ تو احترام اور عزت کی جگہ پانے والے ہیں اس وجہ سے ان کا حق ہے کہ یہاں بیٹھیں یہ تو میں نے صرف انٹروڈکشن کے افتتاحی طور پر عرض کیا۔ مجھے کچھ تھوڑی سی دلچسپی رہی ہے اگرچہ اب تو مجھے اردو میں تقریر کرنے کا نہ موقعہ ملتا ہے نہ لکھنے کا نہ بولنے کا زیادہ وہ تر یلین میں ہی انگلستان آیا۔ اس زمانے میں یہاں کے سفارت خانہ کے ساتھ تعلق تھا میرا۔ تو ایک دلچسپی تھی وہ اس ملک میں اردو کے فروغ کے ساتھ تھی۔ اور میرے خیال میں پروفیسر رسل صاحب نے اردو کے فروغ اور اردو کی ترقی اور اردو کی ترویج اس ملک میں (برطانیہ میں) نہ صرف برطانیہ میں ہی بلکہ برطانیہ کے تمام رہنے والوں کے لئے خواہ وہ انگریز نسل کے ہوں خواہ وہ پاکستانی نسل کے ہوں۔ خواہ وہ ہندوستانی نسل کے ہوں۔ خاص طور پر ہماری موجودہ نسل جنہیں ہندوستان یا پاکستان کے ساتھ تعلق صرف اپنا خاندانی تعلق ہے جو خدمت انہوں نے سرانجام دی ہے۔ وہ کسی اور شخص نے سرانجام نہیں دی اس لئے ہاشم سعید صاحب کا یہ کہنا کہ یہ ایک بڑی ہی غیر معمولی بات ہے کہ پروفیسر رسل صاحب ابھی تک وہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ میرے خیال میں۔ وہ غیر ضروری الفاظ تھے۔ اس کے ساتھ میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں اور امید ہے کہ آج کی شام آپ کے ساتھ بہت عمدہ گزرے گی۔

(بشیر احمد رفیق صاحب) محترم پروفیسر صاحب اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں اور قبل اس کے کہ میں دعوت دوں سب احباب کو کہ وہ آپ سے آپ کی زندگی کے بارے میں سوالات پوچھیں میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اپنی ابتدائی زندگی کے بارے میں، انگلستان میں آپ کہاں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم کہاں حاصل کی تھوڑا سا ایک خاکہ ہم سب کو دے دیجئے تاکہ اس کے بعد سوالات آگے چل سکیں۔

(رسل صاحب) پہلے میں یہ بات کہہ دوں کہ میں اتنی تعریف کا مستحق نہیں ہوں۔ جتنی تعریف آپ لوگوں نے میری کی ہے۔ لیکن پھر بھی شکرگزار ہوں کہ آپ کی رائے میرے بارے میں اتنی اچھی ہے۔ بھئی یہ جو آپ نے ابھی سوال پوچھا ہے۔ اس کا تعلق اردو سے بھی ہے ـــــ ظاہر ہے اس زمانے میں جب میں بچہ تھا۔ تو نہ میں نے نہ اور بہت سے انگریزوں نے اردو کا نام تک سنا تھا لیکن خیر اگر آپ چاہیں تو میں تھوڑا بہت آپ کو بتا سکتا ہوں۔ میں لندن میں پیدا ہوا تھا لیکن ۴ سال کی عمر میں ایک خاص وجہ سے میری والدہ اور ہم چار بچے یارک شائر چلے گئے۔ اور یارک شائر کے ایک گاؤں میں بسنے لگے۔ اصل میں میری والدہ کے خاندان کا ایک حصہ کاشتکاروں میں سے تھا تو ان کی والدہ یعنی میری نانی وہیں رہتی تھیں اس زمانے میں یہ گاؤں یارک شائر میں ہے اور سب سے قدیم شہر جو ہے وہ ۱۳ میل دور ہے وہ بالکل دیہاتی علاقہ ہے۔ اور اس سے ایک فائدہ مجھے بعد میں ہوا کہ جب میں ہندوستان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا پاکستان میں جاتا ہوں میں ہمیشہ کسی نہ کسی گاؤں میں کچھ دنوں کے لئے رہنے کیلئے جاتا ہوں۔ اور میرے اردو دان دوست شہری لوگ۔ یونیورسٹی کے پروفیسر وغیرہ ان کو بڑی حیرت ہوتی ہے، کہ میں گاؤں میں کیسے رہ سکتا ہوں۔ تو میں کہتا ہوں کہ میرے لئے کوئی مشکل نہیں۔ اس لئے کہ آج کل ہندوستان اور پاکستان کے گاؤں کے حالات اس زمانے کے حالات سے کچھ بہتر ہیں جو میں نے بچپن میں دیکھے۔ یارک شائر میں یعنی نہ فلش سسٹم تھا نہ بجلی تھی۔ نہ گیس تھا نہ کچھ۔ اور تقریباً وہی حالات وہاں ہیں۔ ویسے وہاں جانے کی واحد وجہ یہ نہیں ہے۔ میں گاؤں والوں کو بہت پسند کرتا ہوں۔ اور جب میں پاکستان جاتا ہوں۔ جہاں مجھے بڑے لوگ جانتے ہیں۔ اور اس کے بارے میں میں کچھ کہوں گا بعد میں جا کے۔ لیکن گاؤں والے اس کی بالکل فکر نہیں کرتے، یعنی مجھے انسان کی طرح سے ملتے ہیں، یعنی میں بھی انسان ہوں وہ بھی انسان ہیں۔ بس ختم۔ تو یہ بات بے حد پسند ہے کوئی میری خوشامد کرتا ہے۔ نہ کچھ۔ نہ بڑا آدمی سمجھتا ہے۔ بلکہ دوستانہ تعلقات ہوتے ہیں۔ اور جب میں سب سے پہلے پاکستان کے گاؤں میں رہنے کے لئے گیا تو یہاں یعنی۔ ایک خاتون تھی۔ وہ بیوہ ہے تو میں انکے بھائی کے مہمان ہو کے وہاں گیا کنیال ایک گاؤں ہے جو سرائے عالمگیر کے قریب ہے سرائے عالمگیر جہلم کے قریب ہے۔ آپ میں سے بہت سے لوگ جانتے ہوں گے۔ تو کنیال میں میں نے کافی دن گزارے اور وہاں میں بہت خوش رہا۔ اور جب یعنی لاہور والے مثال کے طور پہ مجھ سے کہتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے کہ میں گاؤں کیوں جاتا ہوں تو مجھے بہت ہنسی آتی ہے کہ کیوں نہ جاؤں۔ اور میں نے یہ بات بہت عام دیکھی ہے۔ ہندوستان میں بھی اور پاکستان میں بھی۔ کہ شہر کے لوگ دیہات کے لوگوں سے کوئی واسطہ ہی رکھنا نہیں چاہتے یہ میرے خیال میں بہت بری بات ہے اور خاص طور پہ مسلمانوں کے لئے بہت بری بات ہے۔ جب کہ مسلمان ہونے کے ناطے سے آپ کو ہر مسلمان کو اپنا بھائی ہی سمجھنا چاہیئے۔ دیہاتیوں کا کیا قصور ہے کہ انہوں نے تعلیم نہیں پائی آپ کی طرح یونیورسٹی جانے کا موقعہ نہیں ملا۔ تو اس سے کیا ہوا۔ ایک صاحب تھے۔ ویسے مجھے بہت پسند تھے۔ اب ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ طاہر فاروقی آپ واقف ہوں گے رفیق صاحب۔ تو ایک زمانے میں یو۔پی کے رہنے والے تھے۔ اور میرا خیال ہے غالباً تقسیم ملک کے بعد پشاور آئے ہوں گے۔ ان کا نام طاہر فاروقی تھا۔ وہ بہت ہی نایاب قسم کے آدمی تھے۔ میں ان کے ساتھ گیا کنیال پہلی بار۔ وہ بہت خوش ہوئے اور ان میں وہ رویہ بالکل نہیں۔ جو عام طور پہ لاہور پاکستان اور ہندوستان کے شہریوں میں پایا جاتا ہے۔ مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ پھر میں بہت دور جا نکلا ہوں۔ میں اپنے بچپن کے حالات بتا رہا تھا۔ تو اس گاؤں میں میں تقریباً چار سال رہا۔ اور اس کے بعد ہم لوگ لندن تو واپس نہیں آئے لیکن ایک جگہ آئے جس کا نام ہے ووٹن۔ ایسکس میں ہے۔ آپ میں سے بعض لوگ شائد جانتے ہوں گے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے پہلی دفعہ نئی تہذیب کی بہت ساری باتیں اپنی عمر میں پہلی بار دیکھیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب میں باہر نکلا جس راستے میں ہمارا مکان تھا تو میں نے دیکھا کہ ہر مکان کا نام ہے اور نمبر بھی ہے۔ تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہاں مکانوں کے نمبر بھی ہوتے ہیں کیونکہ اس گاؤں میں جہاں میں رہتا تھا اس میں کسی مکان کا کوئی نام نہیں تھا کوئی نمبر نہیں تھا۔ سب جانتے تھے کہ اس مکان میں فلاں شخص رہتا ہے اس میں فلاں شخص رہتا ہے۔ یہ کافی تھا، تو ایسی بہت ساری باتیں میرے لئے بہت تعجب خیز تھیں جب میں ووٹن جاتا تھا تو فلش سسٹم تھا اور پہلی بار جب میں نے فلش سسٹم استعمال کیا۔ اس وقت میں چھوٹا سا بچہ تھا۔ سات سال کی عمر۔ میں بہت ڈرتا تھا۔ پانی کے شور سے۔ تو کہنے کا مطلب یہ کہ میں ایک دیہاتی بچہ تھا اور بعد میں شہری بچہ ہو گیا۔ اس کے بعد ووٹن میں کچھ سال رہنے کے کے بعد میں ایک معمولی سکول گیا تھا اس میں زیادہ تر مزدور طبقے کے لڑکے پڑھتے تھے اس کے بعد مجھے وظیفہ ملا اور میں ایک چھوٹے سے پبلک سکول میں گیا اور وہاں تعلیم پائی۔ اور وہاں سے کیمبرج اور اس کے بعد کے حالات آپ تو جانتے ہیں۔

(بشیر رفیق) اردو سے آپ کا جو شغف ہے اس کی ابتداء کیسے ہوئی۔ اردو زبان کے ساتھ آپ کا پہلا تعارف کیسے ہوا۔ پھر آپ کو شوق کیسے پیدا ہوا۔

(رسل صاحب) آپ کو معلوم ہے فوج میں کیا ہوتا ہے ایک دن یہ ۱۹۴۱ء کا ذکر ہے۔ میں دوپہر کے کھانے کے لئے آفیسرز میس میں گیا تو کپتان صاحب نے مجھے آکر کہا کہ

RUSSEL YOU ARE GOING TO INDIA

میں نے کہا اچھی بات ہے۔ تو اس سے مجھے معلوم ہوا کہ میری پوسٹنگ انڈین آرمی میں ہو گئی ہے تو میں ہندوستان پہنچا اور اس زمانے میں بلکہ کیمبرج کی طالب علمی کے زمانے میں میرے کچھ انقلابی خیالات ہو گئے تھے۔ جو اب بھی ہیں۔ اور ہندوستانی طالب علموں سے میں ملتا تھا اور ان سے میری دوستی تھی اور میں یہ سمجھتا تھا کہ ہندوستان جو آزادی چاہتا ہے یہ بالکل ٹھیک ہے۔ ان کو آزادی ملنی چاہیئے تو جو میں گیا تو میں نے سوچا کہ ہندوستانیوں کو بھی یہ بات بتانی چاہیئے کہ میری رائے ہے کہ ہندوستان کو آزاد ہو چاہیئے۔

ظاہر ہے کہ برٹش راج کے زمانے میں ایسے لوگوں کو فوج میں آنے نہیں دیتے تھے حکام جن کو کوئی سیاسی شعور ہوتا تھا تو میں نے سوچا کہ بس چلو ذرا سیاسی شعور پیدا کرو اور ظاہر ہے کہ اس کے لئے یہ ضروری تھا کہ میں زبان سیکھوں اس زمانے میں انڈین آرمی کی زبان گویا سرکاری زبان اردو تھی۔ سو میں نے سیکھی صرف اس لئے نہیں کہ میں اپنا فوجی کام چلا سکوں بلکہ اس لئے بھی کہ میں اپنے خیالات ان کو پہنچا دوں ان کے خیالات سنوں۔ ان کی باتوں سے مستفید ہو سکوں۔ تو اس سے بات شروع ہوئی، ویسے شروع ہی سے میں چاہتا تھا کہ میں عام ہندوستانیوں سے بات چیت کر سکوں تو اس لئے شوق پیدا ہو گیا اور اس زمانے میں دو باتیں تھیں۔ جس پلٹن میں میں تھا یہ بھی اہم بات ہے جو فوج میں ہوا کرتی ہے آپ اردو اچھی طرح سیکھیں تو فوراً آپ کی پوسٹنگ مدراسیوں کی پلٹن میں ہو جاتی ہے۔ اور میرے ساتھ یہی ہوا۔ اور مجھے بس تھوڑی سی اردو آتی تھی لیکن ان کے مقابلے میں بہت زیادہ۔ تو اردو بھی سیکھنی پڑی۔ مجھے بھی سیکھنی پڑی تھی۔ اچھی بات یہ تھی کہ اس پلٹن میں دو آدمی تھے۔ افسر تھے۔ ہندوستانی۔ ایک پٹھان مردان کے رہنے والے محمد نواز خان تھا ان کا نام۔ اور ایک سکھ گھوپال سنگھ۔ تو سکھوں کو اس زمانے میں آپ سب جانتے ہیں اردو اچھی آتی تھی۔ تو ان کی بدولت میں نے اردو میں کافی ترقی کی۔ لکھنا پڑھنا بھی ذرا مشکل سے سیکھا۔ اور اس کے بعد جب میں ساڑھے تین سال کے بعد یہاں واپس آیا تو میں نے ملازمت کی ہی نہیں تھی۔ اس لیے کہ جب طالب علمی کا زمانہ ختم ہو گیا تو بس اسی وقت مجھے فوج میں بلایا گیا۔ اس زمانے میں

CONSCRIPTION

کنسکرپشن تھا جبری بھرتی کا معاملہ تھا۔ تو جانا پڑتا تھا ہم سب کو۔ تو ملازمت میں نے کبھی نہیں کی۔ تو فوج سے گویا چھٹکارہ پانے کے بعد میں نے سوچا کہ کوئی ایسی ملازمت تلاش کرنی چاہیئے جس میں اردو بولنے کی مشق جاری رہ سکے اور ہندوستان پاکستان خیر اس زمانے میں پاکستان نہیں بنا تھا۔ سے کوئی تعلق قائم کیا جا سکے۔ اور یہ پھر اتفاق کی بات ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ لندن یونیورسٹی کے سکول آف اورینٹل سٹڈیز میں ایک جگہ نکلی ہے جسے سٹوڈنٹ شپ کہتے تھے اور ان کے سامنے ایک مسئلہ یہ تھا کہ پڑھانے والے بہت بوڑھے ہو گئے تھے۔ عام طور پہ سول سروس سے ریٹائر ہونے کے بعد لوگ آتے تھے اور پڑھانا شروع کرتے تھے۔ تو ان کو اس بات کا احساس ہوا کہ نوجوانوں کو بھرتی کرنے کے لئے کافی سخت ضرورت ہے اور مجھے جو اس میں لیا گیا اس سٹوڈنٹ شپ پر اس میں کچھ شرطیں تھیں۔ پہلی شرط یہ کہ پہلے کسی یونیورسٹی کی ڈگری آپ نے لی ہے۔ اور دوسری شرط یہ تھی کہ آپ دوبارہ بھی بی۔ اے پڑھیں گے۔ اور اس زبان میں بی۔ اے کریں گے جس کو بعد میں اگر آپ پسند کریں اور وہ آپ کو پسند کریں لیکچرر شپ ملنے کا امکان ہے تو میں نے درخواست دی اور مجھے لے لیا گیا اور میں نے اردو پڑھی اور اس کے ساتھ ضمنی مضمون کے طور پر سنسکرت بھی پڑھی اور اس کے بعد میں لیکچرر ہو گیا۔ یہ ہے قصہ۔

(بشیر رفیق) ویسے یہ خوشی کی بات ہے کہ آپ کو ایک سکھ کے علاوہ ایک پٹھان سے بھی اردو زبان . . . .

(رسل صاحب) ویسے ان پٹھان صاحب کی اردو اتنی اچھی نہیں تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دن وہ مجھ سے کہنے لگے نواز صاحب، بڑے اچھے دوست تھے میرے کہ آپ مجھے بتایئے کہ آپ اردو میں کیسے کہیں گے

TO SMILE

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمد منیر خواجہ
ورزبرگ، مغربی جرمنی

دعا در دعا پر ایمان

میرے والد محترم خواجہ غلام نبی صاحب سابق ایڈیٹر "الفضل"، اپنی سوانح حیات "چھتیس سال قادیان میں"، قبولیت دعا کا ایک ایمان افروز واقعہ لکھتے ہیں۔ جو قارئین "الفضل" کے لئے لکھ رہا ہوں۔

محترم والد صاحب فرماتے ہیں۔

"جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں۔ خدا تعالیٰ کی مصلحت کے ماتحت شادی کے بعد کئی سال تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ مجھے تو اس کا کوئی ایسا احساس نہ تھا۔ لیکن اہلیہ کو بہت صدمہ تھا جو روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ ان کی دادی صاحبہ ہمارے ہاں ہی رہا کرتی تھیں۔ میری اہلیہ سے انہیں محبت بھی بے حد تھی۔ وہ تسلی دیتیں اور اپنے خواب سناتیں کہ مجھے تمہارے آگے پیچھے چھوٹے چھوٹے بچے کھیلتے کودتے نظر آتے ہیں۔ خدا تعالیٰ تمہاری گود ضرور ہری کرے گا۔ شائد میری قسمت میں نہیں کہ میں انہیں ان آنکھوں سے دیکھ سکوں۔

اہلیہ کو زیادہ تکلیف اس وجہ سے تھی کہ ان کی آپا کے ہاں بھی کوئی اولاد نہ تھی۔ کوئی حقیقی بھائی نہ تھا۔ والدین فوت ہو چکے تھے۔ غرض اولاد کا فقدان کافی خلش پیدا کر رہا تھا۔ میں ان کی اس تجویز کو بھی کامیاب بنانے کی جرأت نہ کر سکتا کہ دوسری شادی کر لوں۔ کہ اسی دوران میں ایک دن حضرت صاحب (الثانی) کے پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے چند مکتوب جو بعض اصحاب کو حضور کی طرف سے لکھے گئے تھے۔ اخبار میں شائع کرنے کے لئے پہنچے۔ ان میں سے ایک خط میں حضور نے مکتوب الیہ کو اس کے اس قسم کے خط کے جواب میں کہ میں حضور کا وقت ضائع ہونے کے خیال سے دعا کی درخواست بار بار نہیں لکھتا، لکھایا تھا کہ بعض اوقات شیطان کسی کو فیض سے محروم رکھنے کے لئے ہر قسم کے بہانے پیش کر دیتا ہے۔ خط کسی قدر مفصل تھا۔ اسے میں نے اخبار میں درج کر دیا اور ساتھ ہی خیال آیا کہ اس میں کئی باتیں جو بیان کی گئی ہیں۔ مجھ پر منطبق ہوتی ہیں۔ مجھے بھی ان شیطانی وساوس سے اپنے آپ کو بچانا چاہیئے۔ چنانچہ میں نے اس وقت حضور کی خدمت میں عریضہ لکھا جس میں اولاد کے لئے دعا کی درخواست تھی۔ اس کے بعد بھی وقتاً فوقتاً لکھتا رہا۔

انہی ایام میں ظاہری سامان پیدا یہ ہوا کہ ایک دن اتفاقیہ ملنے پر بغیر کسی تمہید کے یکایک حضرت مرزا شریف احمد صاحب نے بے تکلفی سے مجھے فرمایا۔ تمہارے ہاں ابھی تک اولاد نہیں۔ کیا وجہ ہے۔ میں نے کہا۔ بظاہر تو کوئی وجہ نہیں۔ فرمایا: اپنا معائنہ کراؤ۔ میں نے کہا۔ اب امید تو ہے کہ شاید کبھی اولاد ہو جائے۔ معائنہ کا نتیجہ اگر یہ نکلا کہ مجھ میں نقص ہے۔ تو امید ٹوٹ جائے گی اور ممکن ہے۔ اس احساس سے زندگی بے مزہ ہو جائے۔ فرمایا کسی ڈاکٹر سے معائنہ نہ کراؤ۔ میں خود معائنہ کروں گا۔ اگر نتیجہ خدانخواستہ تمہارے منشاء کے خلاف نکلا تو یہ سمجھ کر مطمئن رہنا کہ میں کوئی ڈاکٹر تو نہیں ہوں اور اس بارے میں میری رائے سند نہیں سمجھی جا سکتی۔ اس پر میں کسی قدر مطمئن ہو گیا۔ مگر یہ خیال کر کے کہ آپ مذاقیہ گفتگو فرما رہے ہیں۔ جو میرے اتفاقیہ ملنے پر شروع ہو گئی اور سمجھ لیا کہ بات آئی گئی ہو گئی۔ گھر میں گفتگو ہوئی تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ میاں صاحب نے مذاق کیا ہو گا۔ مگر دوسرے تیسرے دن ہی معلوم ہو گیا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا تھا۔ سنجیدگی سے فرمایا تھا اور آپ مجھے تختہ مشق بنانے کا پورا پورا عزم کئے ہوئے ہیں۔

چنانچہ ایک دن بذات خود میرے مکان پر تشریف لے آئے۔ حضرت میاں صاحب کی شان اور مقام کو مدنظر رکھتے ہوئے اس رہائش گاہ کو مکان کہنا مکان کی ہتک کرنا ہے۔ وہاں اس وقت آپ کو بٹھانے کے لئے بھی میرے پاس کوئی جگہ نہ تھی۔ مکان نہائت بوسیدہ اور بے ڈھب سا تھا۔ میں گھبرا کر باہر نکل آیا۔ آپ "الفضل" کے چھاپہ خانہ میں جا بیٹھے۔ کیونکہ پریس اسی مکان کے نچلے حصہ میں تھا اور پریس بھی چونکہ میرے انتظام میں تھا۔ اس وجہ سے مجھے وہاں رہنے کی اجازت تھی میں جب آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے تفصیل کے ساتھ میرے حالات سنے اور فرمایا: علاج ہو جائے گا اور دوائی میں خود دونگا۔

چنانچہ دوسرے چوتھے روز آپ نے سیاہ رنگ کی چنے کے برابر مٹھی بھر کر گولیاں مجھے عنائت کیں اور صبح شام ایک ایک کھانے کی ہدائت کی۔ مجھے یاد نہیں میں نے وہ ساری کی ساری ختم کیں یا نہیں کہ ایک دن حضرت میاں صاحب سے امید افزا حالات بیان کئے اور حضرت صاحب کی دعاؤں کی قبولیت کا نشان دیکھا اور آخر کار خدا تعالیٰ نے بچی عطا فرمائی۔ میں نے حضرت صاحب سے التجا کی۔ کہ مجھے اس کا نام کنیز مرزا رکھنے کی اجازت عنائت کی جائے۔ آپ نے تحریر فرمایا۔ کنیز احمد نام رکھو۔ چنانچہ یہ نہائت پیارا اور انوکھا نام بچی کا رکھا گیا۔

لجنہ کالم

عورتوں میں یہ مرض زیادہ ہوتا ہے کہ کسی کا بیٹا بیمار ہو جائے تو کہتی ہیں۔ تقدیر یہی تھی۔ کوئی اور بات ہو جائے تو تقدیر کے سر تھوپ دیتی ہیں۔ میں کہتا ہوں اگر یہ بات تقدیر سے ہی ہوتی ہے۔ اور انسان کا اس میں دخل نہیں ہوتا ہے۔ تو ایک عورت روٹی کیوں پکاتی ہے۔ تقدیر میں ہوگی تو خود بخود پک جائے گی۔ رات کو لحاف کیوں اوڑھتی ہے۔ اگر تقدیر میں ہوگا تو خود بخود سب کام ہو جائے گا۔ مگر ایسا کوئی نہیں کرتا۔ ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آ رہا تھا۔ اسی گاڑی میں پیر جماعت علی شاہ صاحب لاہور سے سوار ہوئے۔ حضرت صاحب (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) ایک دفعہ سیالکوٹ گئے تو انہوں (پیر صاحب) نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ جو کوئی انکے وعظ میں جائے یا ان سے ملے تو وہ کافر ہو گا۔ اور اسکی بیوی کو طلاق ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ مسئلہ ہے کہ جب مرد کافر ہو جائے تو اسکی بیوی کو طلاق ہو جاتی ہے۔ ایک دفعہ ایک احمدی ان کے وعظ میں گیا۔ اور ان سے کہا آپ نے میری شکل دیکھ لی ہے میں احمدی ہوں۔ اس پر سب لوگ اسکو مارنے لگ گئے۔ خیر انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کہاں جائیں گے۔ میں نے کہا بٹالہ۔ انہوں نے کہا خاص بٹالہ یا کسی اور جگہ۔ میں نے کہا۔ بٹالے کے پاس ایک گاؤں ہے۔ وہاں۔ انہوں نے کہا اس گاؤں کا کیا نام ہے۔ میں نے کہا قادیان۔ کہنے لگے وہاں کیوں جاتے ہو۔ میں نے کہا میرا وہاں گھر ہے۔ کہنے لگے کیا تم مرزا صاحب کے رشتہ دار ہو۔ میں نے کہا میں ان کا بیٹا ہوں۔ ان دنوں ان کا کسی احمدی کے ساتھ جھگڑا تھا۔ اور وہ چاہتے تھے کہ میں اس احمدی سے کہوں کہ مقدمہ چھوڑ دے مگر انہوں نے پہلے غرض نہ بتائی اور کچھ خشک میوہ منگوا کر کہا۔ کھاؤ۔ میں نے کہا مجھ کو نزلے کی شکایت ہے۔ کہنے لگے جو کچھ تقدیر الٰہی میں ہوتا ہے۔ وہی ہوتا ہے۔ میں نے کہا اگر یہی ہے تو آپ سے بڑی غلطی ہوئی ناحق سفر کی تکلیف برداشت کی۔ اگر تقدیر میں ہوتا تو آپ خود بخود جہاں جانا تھا پہنچ جاتے۔ اس پر خاموش ہو گئے۔ تقدیر کے متعلق بالکل غلط خیال سمجھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم کسی کو ایمان لانے والا یا کافر نہیں بناتے۔ بلکہ وہ خود ہی شکر گزار بندہ یا کافر بنتا ہے۔ اور ہم نے جب اسکو مقدرت دے دی تو حساب بھی لینا ہے۔ دیکھو جس نوکر کو مالک اختیار دیتا ہے کہ فلاں کام اپنی مرضی کے مطابق کرو۔ اس سے محاسبہ بھی کرتا ہے۔

بقیہ: پروفیسر رسل صاحب

میں نے کہا ہنسنا۔ تو کہنے لگے نہیں TO SMILE کو اردو میں مسکرانا کہتے ہیں۔ اور بہت ہی کم لوگ ہیں جو یہ لفظ جانتے ہیں۔ تو میں بہت ہی مرعوب ہو گیا۔

(البشیر رفیق) اور مسکرانے کا لفظ آپ کو سب سے پہلے پٹھان سے ہی ملا۔

جی ہاں۔

اچھا جی اور احباب بھی کچھ سوالات کریں میں بھی کروں گا تاکہ پروفیسر صاحب سے کچھ ہم سیکھیں۔

اس کے علاوہ اور کوئی زبان بھی آپ جانتے ہیں۔ علاوہ اردو کے۔

نہیں، پڑھنے کو جانتا ہوں۔ یعنی میں نے قدیم زبانیں کیمرج میں پڑھیں یعنی لیٹن۔ اور یونانی اور سنسکرت

باقی ص۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفین نو

وقاص احمد قمر ابن منیر احمد صاحب
محلہ دارالیمن ربوہ

شہباز احمد ابن فضل احمد صاحب
موضع چنی قریشیاں ربوہ

نداء النصر بنت نوید اسلم صاحب
۱۱، لالہ زار روڈ پشاور

محمد فاتح الدین احمد ابن نفیس الدین صاحب مبشر
دارالرحمت شرقی ربوہ

سغیر احمد ابن بشیر احمد صاحب تارڑ
۱۸/۲۰ B دارالرحمت شرقی ربوہ

آنسہ ثمرین بنت حنیف احمد صاحب
دارالشکر ربوہ

عطاء الوحید ابن چوہدری ضیاء الدین صاحب
9/10 A، دارالصدر شمالی ربوہ

وحید احمد حماد ابن ممتاز احمد صاحب
۲۶۶/R.B کھرڑیانوالہ ضلع فیصل آباد

شہزاد صفی ابن منور احمد صاحب
دارالفضل ربوہ

مبرور احمد ابن مقبول احمد صاحب
۲۶۶/R.B کھرڑیانوالہ ضلع فیصل آباد

طیب احمد ظفر ابن رفیق احمد صاحب راجہ
دارالبرکات ربوہ

صباح الخیر بنت چوہدری نجم الدین صاحب
9/10 A، دارالصدر شمالی ربوہ

محمد انصر جاوید ابن محمد سرور صاحب جاوید
18/9 A محلہ دارالرحمت غربی ربوہ

امۃ الحناء بنت حبیب احمد صاحب
۲۵/۷ دارالیمن وسطی ربوہ

امۃ الہدیٰ بنت حبیب احمد صاحب
۲۵/۷، دارالیمن وسطی ربوہ

طیب احمد وقاص ابن لئیق احمد صاحب سدھو
۲۸/۴، دارالیمن غربی ربوہ

دانیال ابن شیخ محمد طیب صاحب نوید
نوید جنرل سٹور ربوہ

نائلہ کوثر بنت بشارت احمد صاحب کوثر
کوارٹر درویشاں نمبر ۹، دارالیمن وسطی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقارِ عمل

سیدنا حضرت فضل عمر وقار عمل کے سلسلے میں فرماتے ہیں :

"میں خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ صرف ممبران سے ہی کام نہ لیا کریں بلکہ بعض دنوں میں وہ عام اعلان کر کے باقی جماعت کے دوستوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا کریں...... آخر اگر ہاتھ سے کام کرنا ثواب ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم دوسروں کو تو کہیں کہ اس ثواب میں حصہ لیں مگر خود اس ثواب میں شامل نہ ہوں...... میرے نزدیک اس وقت ہر چھوٹے بڑے کو اس کام میں حصہ لینا چاہیئے۔" (مشعل راہ صد ۹۶، ۹۷)

تمام ناظمین و منتظمین وقار عمل حضور کے اس ارشاد کو مدِ نظر رکھیں اور باقاعدہ رپورٹ ارسال کیا کریں۔

(مہتمم وقار عمل مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

بقیہ :۔ صفحہ ۶ سے آگے

بھی ایک قدیم زبان ہے جو مَیں نے اردو کے ساتھ پڑھی تھی۔ سکول میں مَیں نے فرانسیسی سیکھی۔ فرانسیسی میں بالکل بول نہیں سکتا تھا۔ جس طریقے سے زبانیں یہاں پڑھائی جاتی تھیں۔ بس پڑھنا لکھنا آپ کو سکھایا جاتا تھا۔ فرانسیسی کا ایک جملہ بھی بول نہیں سکتا۔ لیکن پڑھ لیتا ہوں۔ اور کوئی زبان نہیں آتی۔ سنسکرت کی وجہ سے میں ہندی بھی جان لیتا ہوں۔ یعنی جہاں کوئی بہت مشکل لفظ آیا تو مَیں جان لیتا ہوں کہ یہ سنسکرت سے نکلا ہوگا تو بس اپنے حافظے پر زور دے کر یاد کر لیتا ہوں کہ سنسکرت میں اس کے معنی یہ ہیں تو غالباً یہی معنے ہوں گے۔ جو ہمیشہ صحیح ثابت نہیں ہوتا۔

ــــ باقی ــــ

قدیمی، اوّلین، شہرہ آفاق

۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

دواخانہ حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون ۳۹۹۷

برانچیں :

کراچی :۔ فون نمبر ۴۱۳۲۵۱

لاہور :۔ 1-D-3 گلشن راوی

ملتان :۔ چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ

منڈی بہاؤالدین :۔ بالمقابل شاہ تاج شوگر مل

رحیم یار خان :۔ فون نمبر ۴۷۹۹

ربوہ :۔ اقصیٰ چوک کالج روڈ فون نمبر ۵۵۸

دریائے چناب میں

کشتی رانی کے مقابلے

مورخہ ۱۱-۱۲ مارچ ۹۰ء دریائے چناب میں پُل کے قریب مجلس صحت کے زیر اہتمام کشتی رانی کے مقابلے ہونگے۔ شائقین کثرت کے ساتھ دریا پر پہنچ کر لطف اندوز ہوں۔ نیز کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کریں۔ مقابلے ۹ بجے صبح شروع ہو کر شام کو ۶ بجے تک جاری رہا کریں گے۔

صدر کشتی رانی کلب
مجلسِ صحت ربوہ

اعلانِ گمشدگی

ایک عدد بٹوا دارالرحمت وسطی سے دارالعلوم ڈگری کالج روڈ پر جاتے ہوئے راستہ میں کہیں گر گیا ہے جس میں کچھ نقدی کے علاوہ کالج کی ضروری رسیدات ہیں۔ جن صاحب کو ملے زعیم خدام الاحمدیہ دارالرحمت وسطی کو پہنچادیں۔

شفتل اور برسیم سے ہونیوالا

جانوروں کا اپھارہ

نیز سرکن، گل گھوٹو، منہ کھر، کنار (خونی پیشاب)، زہرباد، تھنوں کی سوزش، کمی دودھ، داہ، ٹک وغیرہ کے کامیاب نسخوں پر مشتمل۔ لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں۔

کیور یٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ

فون : سیلز / کلینک / رہائش ڈاکٹر
۷۷۱ / ۶۰۶ / ۶۰۷

خبریں

ملکی خبریں

○ بش انتظامیہ نے سنہ ۱۹۹۱ء کیلئے پاکستان کی اقتصادی اور فوجی امداد میں کمی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

○ کراچی میں سبزی منڈی کے علاقے میں دو گروہوں اور پولیس میں مسلح تصادم کے نتیجے میں ۴۔ افراد ہلاک اور ۴۰ زخمی ہو گئے۔ بلوائیوں نے متعدد دوکانوں اور اجناس کو آگ لگادی۔ فوج اور رینجر کو طلب کر لیا گیا ہے۔ ۶۔ افراد کی حالت تشویشناک ہے۔

○ وفاقی وزیر میر باز خان کھیتران نے کہا ہے کہ وزیرِ اعلیٰ بلوچستان نواب محمد اکبر بگٹی کو جلد وزارتِ اعلیٰ سے ہٹا دیا جائے گا۔

○ باخبر ذرائع کے مطابق اس امر کا امکان موجود ہے کہ وزیرِ اعظم بے نظیر بھٹو ۲۱ مارچ کو اچانک اعتماد کا ووٹ حاصل کریں

○ پاکستانی مندوب برائے اقوام متحدہ نسیم احمد کو اقوام متحدہ کی ایک کمیٹی برائے خلائی کانفرنس کا چیئرمین منتخب کر لیا گیا ہے۔

○ وزیرِ اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ دہشت گردوں کی وجہ سے کراچی اور حیدرآباد ویران ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے دہشت گردوں کے خلاف جہاد شروع کر دیا ہے۔

○ دادو میں ڈاکوؤں نے ۲۰ سے زائد افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا

○ ایم کیو ایم نے اپنے مطالبات پورے ہوئے بغیر سندھ اسمبلی کا بائیکاٹ ختم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ایم کیو ایم نے مطالبہ کیا ہے کہ اسے دہشت گردوں سے تحفظ کی یقین دہانی کرائی جائے۔

○ ٹنڈو الہ یار (سندھ) کے نواح میں ڈاکوؤں کے ایک گروہ کا اجلاس ہوا جنہوں نے متفقہ طور پر کرو بھیو کو اپنا سردار مقرر کر لیا۔

غیر ملکی خبریں

○ روس کی وفاقی ریاست کی پارلیمنٹ کے انتخابات میں آزادی پسند رہنما بورس یالٹسن جیت گئے ہیں۔ اسکے علاوہ روسی پارلیمنٹ کے سپیکر اور کنزرویٹو رہنما ورٹین کوف بھی کالیننیا سے انتخابات جیت گئے ہیں۔ یہ انتخابات روس کی تین ریاستوں روسی فیڈریشن، یوکرائن اور بلورشیا میں ہو رہے ہیں جہاں روس کی ۷۰ فی صد آبادی ہے اور یہاں کے انتخابات کمیونسٹ پارٹی کیلئے آزمائش کی حیثیت رکھتے ہیں۔

○ ہندوستان ایرو ناٹکس لیمیٹڈ کو ملائیشیا سے ۲۲۸ فوجی طیاروں کیلئے آرڈر ملا ہے۔

○ بھارت میں امراض قلب کی دیکھ بھال کرنے والے ادارے کے ایک حالیہ سروے کے مطابق آبادی کے ایک ہزار افراد میں سے ۳۲۔ افراد دل کی شریانوں کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ ایک ہزار میں سے ایک سو گیارہ افراد بلڈ پریشر کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جبکہ ایک ہزار میں سے ۳ بچے دل کی بیماریوں کا شکار پائے جاتے ہیں۔

○ کابل حکومت افغانوں کو حکومت سے وفاداری پر مجبور رکھنے کیلئے ان کے بچوں کو روس بھجوا رہی ہے۔ اطلاعات کے مطابق ۲۰ ہزار افغان بچوں کو تعلیم کے بہانے روس بھجوایا جا چکا ہے۔ جہاں انہیں خصوصی سکولوں میں تعلیم دی جاتی ہے۔

○ بھارتیہ جنتا پارٹی نے بھارتی حکومت کو مقبوضہ کشمیر میں اقوام متحدہ کے مبصرین کا دفتر بند کر دینے کو کہا ہے۔

وقفِ جدید کا نیا سال شروع ہو چکا ہے اس لئے جن اطفال نے ابھی تک وقفِ جدید کا وعدہ نہیں لکھوایا وہ فوری طور پر اپنا وعدہ لکھوائیں اور پھر جلد ادائیگی کی کوشش کریں۔

پتہ